رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۲

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا

الحکم

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

عوام سے ... جمع

خواص سے ...

ہندوستان سے باہر ...

احباب سے ...

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط

بیشک خدا کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان ... ہر ماہ کی ... تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیاں بینی ✤ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی!

جلد (۱۹) مورخہ ۲۸ مئی - ۷ جون ۱۹۱۵ء عیسوی نمبر (۲۰/۲۱)

خلافت راشدہ

نمبر (۲)

(از حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ)

۱۹۰۹ء کے اواخر میں بعض لوگوں کیطرف سے جنہوں نے اب خلافت کیا اور خلافت سے انکار کیا حضرت خلیفۃ المسیح کی مخالفت کیلئے ریشہ دوانیاں کیں۔ میں تو ان دنوں ریاست راجگڈھ علاقہ بندھیل کھنڈ میں تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے ازراہ کرم مجھے وہاں گرامی نامہ لکھا اور موجودہ منکرین خلافت کے فتنہ سے آگاہی دی وہ خط گذشتہ سال الفضل میں چھپ گیا تھا۔ خواجہ صاحب ان ایام میں کشمیر کیطرف تھے حضرت خلیفہ اول نے ارادہ کر لیا تھا کہ عید کے روز ان لوگوں کو جماعت سے خارج کرنے کا **اعلان** کر دیں۔ خواجہ صاحب نے کشمیر سے ایک تار دیا۔ اور حضرت نے بھی غریب نوازی اور عفو سے کام لیا۔ آپ نے معاف کر دیا۔ اور عید کے موقعہ پر شیخ رحمت اللہ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بشمولیت

مولوی محمد علی صاحب ایک **اعلان** شایع کیا۔ جسکو میں حضرت خلیفہ اول کے مضمون کے آخر درج کرتا ہوں۔ اس اعلان سے معلوم ہوگا کہ کم از کم کچھ حرکات ایسے صادر ہوئے تھے۔ جنکو حضرت خلیفۃ المسیح کی مخالفت قرار دیا گیا سمجھا گیا۔ اس وقت ہمارے ان بر خود غلط بھائیوں نے حق کے سمجھنے والے دوستوں کو حسن ظنی کے حدود سے نکلنے والا قرار دیا۔ لیکن آخر واقعات نے بتا دیا کہ ان کی خلافت کے متعلق کیا رائے تھی اور وہ تحریر اور اعلان کس وقعت اور دل سے لکھا گیا تھا۔ اس میں صداقت اور حقیقت کو کہاں تک دخل تھا۔ غرض اس فتنہ کے وقت خطبہ عید میں حضرت خلیفۃ المسیح نے بعض تصریحات اپنے منصب اور مقام کے متعلق کیں اور بعض خوفناک نتائج سے ڈرایا۔ آج ہمارے دوست ان مضامین کو پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ منکرین خلافت کی اس وقت کیا حالت تھی؟ اور حضرت خلیفہ اول کسطرح برے انجام بد سے انہیں ڈراتے تھے۔ شاید اگر وہ آپ بھی تنہائی میں سوچیں تو فایدہ اٹھائیں۔ خدا کرے کہ سلیم الفطرت غور کریں اور راہ پائیں۔ (ایڈیٹر)

سورہ فاتحہ اس قدر تمہید کے بعد میں سورہ فاتحہ کیطرف تم لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تین فرقوں کا ذکر کیا ہے ایک انعمت علیہم (۲) ایک مغضوب علیہم (۳) ایک ضالین۔ میرا اعتقاد ہے کہ تمام قرآن مجید سورہ الحمد کی تفسیر ہے۔ اور اس میں ایک خاص ترتیب سے انہی تینوں گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سورہ بقری کو لو۔ کہ ھدًی للمتقین میں منعم علیہم کا ذکر ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کفروا میں مغضوب علیہم کا اور اولٰئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی میں ضالین کا۔

خاتمہ قرآن یہ ابتدا کا حال ہے اب جہاں قرآن ختم ہوتا ہے وہاں سورہ نصر اذا جاء نصر اللہ و الفتح میں منعم علیہم کا بیان ہے۔ اور تبت یدا ابی لھب میں مغضوب علیہم کا اور ھو اللہ الاحد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد میں ضالون کی تردید ہے۔

اس واسطے ہم کو چاہیئے کہ بہت فکر کریں اور اپنا آپ محاسبہ کریں اپنے اعمالوں کو دیکھیں کہ ہم کس فریق کے کام کر رہے ہیں آیا منعم علیہم کے یا مغضوب علیہم کے یا ضالین کے۔

کچھ اپنی حالت کا ذکر اب جو کچھ تمہیں کہتا ہوں۔ میں

ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر کے چھپکر شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر کیلئے قادیان سے شایع ہوا۔

میں منافق نہیں جو کچھ میری عمر ہے وہ آجکل کی عمروں کے مطابق انتہائی زمانہ ہے۔ ستر برس سے تجاوز ہے اب اتنی عمر ہے جسے پانے کی امید نہیں اور اگر ہو بھی تو یرد الی ارذل العمر کی مصداق ہے پھر وہ قوی نہیں ملسکتے جو پہلے تھے۔ پھر میری اولاد ایسی نہیں جو میری خدمت کرے اور مجھے بھی اس بات کی فکر نہیں کہ میری اولاد میرے بعد کس طرح اپنا گذارہ کرے گی۔ کیونکہ جب میں نے اپنے باپ دادے کے مال سے پرورش نہیں پائی تو میں بڑا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گذارہ میرے مال پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے بھی فرماتا ہے ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے تو یہ کہ قبر اور رفیا میت میں میرے ساتھ جانیوالا کوئی نہیں۔ پس میں تم وعظ کرتا ہوں تو کیا اپنے تئیں بھلا دوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

منعم علیہ

تم ان تین گروہوں کے اوصاف پر غور کرو۔ منعم علیہم گروہ کے لئے پہلی صفت بیان کرتا ہے۔ کہ یؤمنون بالغیب۔ ایسا ضروری ہے۔ کہ دنیا کا کوئی کام اس کے بغیر نہیں ہوتا۔ پیاڑے مساحت۔ اقلیدس طبیعات سب کے لئے فرضی بنیاد پر کام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پولیس بھی ایک بدمعاش کے کہنے پر بعض مکانوں کی تلاش شروع کر دیتی ہے۔ تو کیا وجہ۔ کہ انبیاء کے کہنے پر کوئی کام نہ کیا جائے۔ جس کا تجربہ بارہا کئی جماعتیں کر چکی ہیں۔ پھر فرمایا۔ یقیمون الصلوٰۃ۔ دعاؤں میں نمازوں میں قایم رہتے ہیں۔ وہ مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ بما انزل الیک اور من قبلک اور آخرۃ پر ان کا ایمان ہوتا ہے۔

دوسرا گروہ

پھر دوسرے گروہ کی صفات بیان کیں۔ کہ ان کے لئے تذکیر و عدم تذکیر مساوات کا رنگ رکھتی ہے۔ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ ان میں عاقبت اندیشی نہیں ہوتی۔ صم بکم ہوتے ہیں۔ پھر انہی کی نسبت اخیر قرآن میں فرمایا۔ کہ ایسے لوگوں کو ماکسب یعنے جتھا اور مال دونوں پر گھمنڈ ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ دونوں کو غارت کر دیتا ہے۔

منافقین

پھر تیسرے گروہ ضالون کا ذکر فرمایا۔ کہ ان کو صفات الٰہی کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اور ان میں نہ تو قوت فیصلہ ہوتی ہے۔ نہ تاب مقابلہ۔ قرآن شریف کے ابتداء کو آخر سے ایک نسبت ہے پہلے مغلوب فرمایا ہے۔ تو اذا جاء نصر اللہ والفتح میں اس کی تفسیر کر دی۔ اور مغضوب علیہم کی تبت یدا ابی لهب میں اور ضالین کا رد۔ قل هو الله احد میں کر دیا ہے غرض عجیب ترتیب سے ان تینوں گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کی صفات بیان کر کے میں تمہیں مکرر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم سوچو منعم علیہم میں سے ہو۔ یا مغضوب علیہم میں ...... یا ان لوگوں میں جن کو ضالین کہا گیا ہے۔

خدا پر توکل

میں نے تمہیں بہت کچھ کہدیا ہے۔ اور گول بات ہرگز نہیں کی۔ میں مومن ہو کر مرنا چاہتا ہوں۔ میں اللہ سے اس کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ جیسے اس نے اس عمر تک میری تربیت کی۔ اور میری ہدایت کا موجب ہوا۔ اسطرح میں امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ میرا خاتمہ بھی بالخیر کریگا۔ اور میری موت قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی حالت میں کرے گا۔

ضرورت وحدت

میں اس سے بھی کھولکر تم کو سنانا چاہتا ہوں۔ کہ کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں بن سکتی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی محلہ سوائے وحدت کے محلہ نہیں بن سکتا۔ اور کوئی ملک سوائے وحدت کے ملک نہیں بن سکتا۔ اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی۔ دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے۔ یہ زہر ہے۔ اب ناک کہے۔ کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں۔ اور وہ اٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے۔ کہ اگر بچہ اپنے مربی اپنے باپ اپنی ماں کی بات نہیں سنتا۔ تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیاناس ہو جائے۔ اسی طرح محلہ۔ ملک اور سلطنت کا حال ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں میں نے مرزا صاحب سے سنا ہے۔ کہ اہدنا میں نا اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالے سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا۔ جماعت کی بڑی ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ اگر جمع نہ ہو۔ تو خدا کے اس فضل کے جاذب نہیں ہو سکتے۔

حسن معاشرت

اسی جماعت میں سے چند عورتیں اُجڑ کر ہمارے پاس آئیں۔ ہم نے ان کے خاوندوں سے خط و کتابت کی۔ بعض تو ہمارے سمجھانے میں آگئے۔ اور بعض نے پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ رجسٹر و خطوط کی رسید نہ دی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے ظالم طبع لوگ بھی ہماری جماعت میں ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ اکثر سمجھانے سے سمجھ جاتے ہیں۔ ایک عورت کے خاوند نے مجھے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان پنجاب تو سب دیوثوں کا بنا ہوا ہے۔ جو کچھ میری عورت کہتی ہے۔ اگر مجھے موقع ملے۔ تو گلا ہی گھونٹ دوں۔ میں نے اسے لکھا۔ کہ پہلا دیوث تو نعوذ باللہ وہ ہوا۔ جس پر تم ایمان لائے۔ اور جس نے یہ احکام دیئے۔ کہ عورت سے معاشرت میں نرمی کرو۔ خیر وہ سعید تھا۔ سمجھانے سے سمجھ گیا اور توبہ نامہ بھیجدیا۔ خیر میں پھر کہتا ہوں۔ کہ جب تک صورت نہ ہوگی۔ تم کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔

خلفاء کس طرح بنتے

ایک خلیفہ آدم تھا۔ اس کی نسبت فرمایا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ عصی آدم ربہ فغوی۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا۔ من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی۔ کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے پس فاسجدوا لآدم۔ تم آدم کو سجدہ کرو۔ چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غوی تک کہہ لیا۔ مگر فرشتوں نے چوں کی۔ تو اُسے ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے۔ کہ نبی کے لئے لازم نہیں۔ کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو۔ اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازم نہیں۔ دیکھو آدم۔ پھر داؤد کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ نہیں۔ کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں۔ مگر فاستغفر ربه وخر راکعا واناب۔ سے یہ تو پایا جاتا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ تو تھا۔ جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔ تیسرا خلیفہ ابوبکر ہے۔ اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں۔ کہ ۱۳۰۰ برس گذر گئے۔ مگر وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔ ابھی ایک کتاب نئی نئی میں نے منگوائی ہے۔ جس کے ۲۰۰ صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے۔ کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے۔ یا ابوبکرؓ۔ پھر شیعہ کہتے ہیں۔ کہ ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پیشگوئی نہیں فرمائی۔ چوتھا خلیفہ تم سب ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم جعلناکم خلائف فی الارض اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔ لننظر کیف تعملون۔ اب دیکھتے ہیں۔ کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے

کہ الوصیت میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ ایسا ہی آدم اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئی میں نہیں ؛

خدا پر بھروسہ خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ۔ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے۔ اور اس کا مشاہدہ ہے۔ کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو۔ کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔ میرا ایک دوست مجھے کہتا تھا۔ کہ تم آگوں کو دباتے ہو بجھاتے نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ جلدباز بیلا میرا وزیر ہوسکتا ہے۔ ہم نے آگوں کو دبا کر بھی بجھاتے دیکھا ہے۔ میری ماں دہکتے ہوئے کوئلے ایک گڑھے میں بند کر دیتی تھی۔ تھوڑی دیر میں سب بجھ جاتے۔ دیکھو میں نے پانی کے لحاظ سے تو وعظ کیا ہے۔ اور دبانے کے لئے کوشش میں ہوں۔ ہم اور تم سب مر جائیں گے۔ اگر کچھ نقار ہم میں باقی ہیں۔ تو پچھلی قوموں میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ اور وہ ہم پر لعنتیں کریں گی۔ مجھے کہیں گے۔ کہ کس خبیث نے یہ گندہ بیج بو دیا۔ دیکھو تم میرے حق کو بجا لاؤ۔ میں نے کبھی اپنی بڑائی نہیں کی۔ مجھے ضرورتاً کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ میں تمہارا ساتھ دونگا۔ مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے پہلے معاہدہ پر قائم رہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو۔ تو اس کی استقامت کی دعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو۔ کہ تم مجھ بڈھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول کے معنے سمجھا لوگے اگر میں گندہ ہوں۔ تو یوں دعا مانگو۔ کہ خدا مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ پھر دیکھو۔ کہ دعا کس پر الٹی پڑتی ہے ؛

توبہ کرو توبہ کرو۔ اور دعا کرو۔ اور پھر دعا کرو۔ میں فردی گویا ۹ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا ہوں۔ اب تم اس بڈھے کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ اس پر رحم کرو۔ اگر میں نے کسی کا مال کھایا۔ تو میں دس گنا دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اگر میں نے کسی سے طمع کیا ہے۔ تو میں لعنت کرکے کہوں گا۔ کہ ایسا آدمی ضرور بول اٹھے۔ میں اپنے آپ کو لعنتی سمجھوں گا اگر میں نے تمہارے مالوں میں کچھ لینے کا خیال کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان سے پہلوں کو بھی امیر بنایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ فریدالدین شکر گنج میرے خاندان کے لوگ ہیں۔ اور اب پھر بھی اس نے وعدہ کیا ہے۔ کہ **میں تیری اولاد پر فضل کروں گا** ؛

طاعت در معروف ایک اور غلطی ہے۔ وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے۔ کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے۔ اسمیں طاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے۔ **ولا یعصینک فی معروف** اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے اس میں ایک ستر ہے۔ **میں تم میں سے کسی پر ہرگز بدظن نہیں**۔ میں نے اس لئے ان باتوں کو کھولا۔ تا تم میں سے کسی کو اندر ہی اندر دھوکہ نہ لگ جائے ؛

نصیحت پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر پھر پھر کرتا ہوں۔ کہ آپس کے تباغض و تحاسد کو دور کردو۔ یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتا ہے۔ وہ دعا میں خرچ کرو۔ اور اللہ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہوگا ادب کو محفوظ رکھ کر ہر ایک کام کو کرو۔ اور یہ میں اپنی بڑائی کے لئے نہیں کہتا۔ بلکہ تمہارے ہی بھلے کے لئے کہتا ہوں جس طرح دکاندار صبح اپنی دکان کو کھولتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنی دکان کو کھولتا ہوں۔ اور بیماروں کو دیکھتا ہوں۔ میں تمہارے ابتلاء سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر رہتا ہے۔ بمبے گولے اور زلزلے بھی زیادہ خوفناک یہ بات ہے۔ کہ تم میں وحدت نہ ہو۔ جلدبازی سے کوئی فقرہ زبان سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کیا معلوم۔ کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے ؛

حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک خط ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے نام

"ذیل میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک خط درج کرتا ہوں۔ مجھے اس پر کسی بھی ریمارک کی ضرورت نہیں۔ اس سے حضرت اولوالعزم کا اخلاص اور صدق نمایاں ہے۔ ناظرین غور سے پڑھیں"۔ (ایڈیٹر)

السلام علیکم! آپ کا مضمون بدر میں دیکھ کر تعجب ہوا۔ اور سخت تعجب۔ خصوصاً اس فقرہ پر کہ ڈانگ مارنا آسان ہے۔ اور تبلیغ کا عملی طور پر کرنا اور بات ہے۔ مکرمی خواجہ صاحب نے تو تردید میں اپنی چندہ کی تحریک کی تقریر کو کعبہ سے ترکستان کی طرف پھیر دیا۔ اور پھر کانفرنس میں بھی آپ کو یہی فکر رہی۔ گو میں یہ نہیں جانتا۔ کہ دانستہ یا نادانستہ۔ اب آپ نے بھی اپنے سفرنامہ کو باتوں باتوں میں انہی خیالات سے مزین کیا ہے۔ لکھنا تو خدا کے فضل سے مجھ کو بھی آتا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ قوم میں فتنہ نہ ہو۔ اسے ترک کرتا ہوں۔ اور آپ ہی کو مخاطب کرتا ہوں۔ میں کیسا ہوں۔ اور میری کیا حیثیت ہے۔ کہ آپ کو توجہ دلاؤں۔ اس سوال کو علیحدہ ہی رکھنا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اسلام کے بارہ میں مخاطب کرسکتا ہے ؛

مکرمی آپ نے دانستہ یا نادانستہ مجھ پر نہیں۔ بلکہ کل انبیاء اور ان کے متبعین پر حملہ کیا ہے۔ سنئے گا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی معرفت اپنے ارادہ کو ظاہر کرتا ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کردیگا"۔ اول ڈانگ تو ادھر ہی سے آتی ہے پھر سنئے گا۔ کہ مسیح کی جماعت کی نسبت اللہ تعالےٰ کیا فرماتا ہے ؛ **کزرع اخرج شطئہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستوی علےٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار** ؛

یعنی اول تو وہ جماعت بہت نرم ہوگی۔ کہ اس میں اور غیر میں فرق نہ ہوسکے گا۔ جیسے دانہ یا گٹھلی جب اپنا سر نکالتی ہے۔ تو پھر پتہ نہیں لگتا۔ کہ کیا ہے۔ پھر اور قوی ہوگی یعنی اول تو مسیح صرف دعویٰ تبلیغ کریگا۔ چنانچہ اسوقت یہ جماعت اور غیر جماعت ایک ہی سی ہوگی۔ یہ وہ وقت ہے

جب بیعت تھی۔ مگر دعویٰ مسیحیت نہ تھا۔ پھر اور قوی ہوئی۔ کہ دعوئے مسیحیت ہوا۔ اور کسی قدر فرق پڑ گیا۔ اور جدائی شروع ہوگئی۔ پھر کچھ مدت بعد غلیظ ہوگئی۔ یعنی اس میں اور غیر میں کامل فرق ہوگیا۔ اور کامل تبلیغ کا حکم ہوا۔ اور نمازوں کے ساتھ پڑھنے سے روکدیا گیا۔ نکاح بھی آپس میں منع کئے گئے۔ اب گویا یہ جماعت الگ ہوگئی۔ اور اس کی لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لئے فرماتا ہے۔ فاستویٰ علے سوقہ پھر یہ جماعت اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی۔ اور اپنی تکمیل آپ ہوگئی اور اس کی جدائی تام ہوگئی۔ یہ وہ حالت ہے۔ جسپر ہماری جماعت نے چلنا ہے۔ جس حالت پر ہم تھے۔ آپ چاہتے ہیں اس سے بھی کچھ اور پیچھے چلے جائیں۔ حضرت صاحب نے رتوں کے زور لگانے کے بعد یہ حالت پیدا کی تھی۔ کہ جماعت میں ہمت اور استقلال پیدا کیا تھا۔ آپ ان کی وفات کے ساتھ ہی چاہتے ہیں۔ وہ راتوں کے جاگنے اور دنوں کی محنت کا پھل پھر تباہ کردیا جائے۔ حضرت کی کوئی تقریر اور تحریر نہیں۔ جس میں اپنے سلسلہ کا ذکر نہ ہو۔ آپکا اعتراض اس پر بھی پڑے گا۔ کہ ان میں بھی عقل و تدبیر بالکل نہ تھی۔ بلکہ وہ تبلیغ کے طریقہ سے بالکل بے بہرہ تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ انہوں نے بقول آپ کے ڈانگیں ہی ماریں۔ اور اس طرح ہی چار لاکھ کی جماعت پیدا کر لی۔ اس کے مقابل میں دوسری جماعت نے کیا پیدا کیا۔ اس کا تو میں بھی گواہ ہوں۔ کہ کچھ مدت سے جماعت میں ہل چل پڑ رہی ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز میں کیا ہرج ہے۔ جسے بڑی کوشش سے حضرت خلیفۃ المسیح نے مٹایا۔ لیکن ابھی باقی ہے۔ دوسرے تمام جماعت نے اکثر مقام پر حضرت کا ذکر کرنا بھی گناہ سمجھ لیا ہے۔ اس کا وبال اور عذاب کس کی گردن پر اور خدا تعالے کے حضور اس کا جوابدہ کون ہوگا؟ ڈاکٹر صاحب آپ کو معلوم ہے۔ کہ شریعت اسلام نے بہت سی دل بہلانے والی اشیاء کو منع کیا ہے۔ گو بظاہر ان میں کچھ نقص نہیں۔ یہ اس لئے کہ جب ان کی چاٹ پڑ جائے۔ تو دوسری طرف توجہ مشکل سے ہوتی ہے۔ اور انسان اکثر حصہ انہیں میں خرچ کر دیتا ہے۔ اسی طرح ان تقریروں کا حال ہے۔ جب غیر احمدیوں نے دیکھا۔ کہ اس قسم کے لیکچروں میں لوگ بہت شامل ہوتے ہیں۔ اور تعریف بہت ہوتی ہے۔ وہ بیچارے انہی کے لٹو ہوگئے۔ اور اصل کو چھوڑ بیٹھے۔ نماز کے معاملہ میں تو باوجود اسقدر صحبت کے خود خواجہ صاحب کو ٹھوکر لگی۔ اور وہ بھی اس غلطی کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ بلکہ سنتا ہوں کہ علیگڈھ میں پھر انہوں نے کچھ اسی قسم کے خیالات ان طلباء میں ظاہر کئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جب یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جو اس قدر صحبت میں رہے ہیں۔ تو دوسروں کا خدا حافظ۔ آخر اس طرح تبلیغ کرنے والا کوئی نبی تو دنیا میں آیا۔ سب سے زیادہ محبت کا دعویٰ کرنے والا مسیح تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا پھر آپکے صحابہ نے کیونکر تبلیغ کی۔ اسے بھی ذہن میں رکھیں۔ حضرت ابراہیم حضرت نوح اور حضرت مسیح کیسے تھے۔ ان کا اور ان کی قوم کا کیا برتاؤ تھا۔ ہم کو بھی مسیح سے مشابہت ہے اس کے حواریوں نے جس بات میں ٹھوکر کھائی۔ اسجگہ ٹھوکر کھانے کی کیا ضرورت۔ آخر وہ ایسے ہلاک ہوئے۔ کہ خدا کی پناہ پولوس نے ان کی وحدت کو توڑ دیا۔ یہودیوں سے پھر ملانا چاہا۔ لالچ اور بڑھی۔ غیر اقوام سے صلح چاہی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ جماعت تو ایک پیدا ہوئی۔ مگر کیسی جس نے دین و ایمان کو تباہ کر دیا۔ مسیح کوئی نئی تعلیم لیکر نہ آئے تھے۔ نہ حضرت ابراہیم نہ ہمارے حضرت۔ پھر اس زور سے دعاوی۔ کرنے کی کیا حاجت تھی۔ خدا تعالے نے نعوذ باللہ ڈانگ مار کر مسلمانوں کو تباہ کیوں کیا؟ کیوں خدا تعالیٰ نے بغیر دعاوی کے آدمی نہ پیدا کر دیئے۔ جنکو الہام بھی ہوتا۔ خدا تعالے سے سیکھتے بھی۔ لیکن ظاہر نہ کیا جاتا۔ آخر حضرت صاحب کو حکم ہوتا کہ اپنا نام نہ ظاہر کرو۔ کیا ہرج تھا۔

رسول اللہ صلعم آپ کی پیشگوئی ہی نہ کرتے۔ آپنے تو یہ ڈانگ ماری۔ کہ مسیح اور میں ایک ہی ہیں۔ آپنے یہ غضب کیا۔ کہ انت منی وانا منک جری اللہ فی حلل الانبیاء آخر یہ سب فضول تھا؟ اور خدا اور رسول کو غلط فہمی ہوئی۔ کیا اس کے بغیر کام نہ چل سکتا تھا؟ خدا کے لئے آپ غور تو کریں۔ ایک موقعہ پر آپ مجھے تقویٰ کی بہت نصیحت کرتے تھے۔ اس تقویٰ سے آپ بھی کام لیں۔ اور فکر کریں۔ آخر یہ ڈانگ مارنے کا الزام کس کس پر دیجئے۔ اس کے نتائج پر بھی غور فرمائیں۔ جو ابھی سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ خواجہ صاحب تو بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے ان کو معذور جانتا ہوں۔ آپ کو لکھتا ہوں۔ اور غرض صرف اتنی ہے۔ کہ میں جو کچھ درست جانتا ہوں۔ میرے سینہ میں ہی مخفی ہی نہ رہے۔ میرا ارادہ اس کے متعلق ایک رسالہ لکھنے کا بھی تھا۔ لیکن ابھی انتظار میں ہوں۔ جیسا اللہ کا منشاء ہوگا۔ وہی ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد رب العالمین۔ والسلام

(خاکسار محمود احمد)

پیارے مسیح موعود کی پیاری باتیں

خواجہ کمال الدین صاحب کو یکم فروری ۱۸۹۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خط لکھا۔ اس میں فرمایا۔

لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں۔ کہ **دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا**۔ لیکن یہاں سے جاکر بھول جاتے ہیں۔ وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں **اگر وہ یہاں نہ آئیں گے**۔ دنیا نے ان کو پکڑ رکھا ہے۔ اگر دین کو دنیا پر ترجیح ہوتی۔ **تو وہ دنیا سے فرصت پاکر یہاں آتے**"۔

(خواجہ صاحب آج اس خط کو اپنے موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں پڑھیں۔ اور پھر پڑھیں۔ (ایڈیٹر)

فرمایا۔ یہ آسمانی کام ہے۔ اور آسمانی کام رک نہیں سکتا۔ اس معاملہ میں ہمارا قدم ایک ذرہ بھی درمیان میں نہیں

فرمایا۔ لوگوں کی گالیوں سے ہمارا نفس جوش میں نہیں آتا۔

فرمایا۔ دولتمندوں میں نخوت ہے۔ مگر آجکل کے علماء میں اس سے بڑھ کر ہے۔ ان کا تکبر ایک دیوار کی طرح ان کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ میں اس دیوار کو توڑنا چاہتا ہوں۔ جب یہ دیوار ٹوٹ جاویگی۔ تو وہ انکسار کے ساتھ آویں گے۔

فرمایا۔ اللہ تعالے متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے سب ترساں رہو۔ اور یاد رکھو۔ کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے۔ تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو۔ تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو۔ کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے یہ مقام بہت نازک ہے۔

دعا اور توجہ ۲۶ - جولائی ۵ شنبہ فرمایا۔ دعا اور توجہ میں ایک روحانی اثر ہے۔ جس کو طبعی لوگ

جو صرف مادی نظر رکھنے والے ہیں - نہیں سمجھ سکتے - سنت اللہ میں دقیق در دقیق اسباب کا ذخیرہ ہے - جو دعا کے بعد اپنا کام کرتا ہے - نیند کے واسطے طبعی اسباب رطوبات کے بیان کئے جاتے ہیں - مگر بہت دفعہ آزمائش کی گئی ہے - کہ بغیر رطوبات کے اسباب کے ایک نیند سی آجاتی ہے - اور ایک حالت طاری ہوتی ہے - جس میں سلسلہ الہامات کا وارد ہوتا ہے - اور وہ بعض اوقات ایسا لمبا سلسلہ ہوتا ہے - کہ انسان بار بار اپنے آپ سے سوال کرتا ہے - اور آپ جواب دیتا ہے - ایسا ہی بعض مادی لوگوں نے چند ظاہری اسباب کو دیکھ کر فتویٰ لگایا ہے - کہ اب زلازل کا خاتمہ ہے - اور دو سو سال تک یہاں کوئی زلزلہ نہیں آئیگا - لیکن یہ لوگ دراصل اللہ تعالےٰ کے باریک رازوں اور اسباب سے بے خبر ہیں - وہ ظاہر عالم اسباب کو جانتے ہیں لیکن اس کا ایک باطنی عالم اسباب بھی ہے ؎

فلسفی کو منکر حنانہ است ٭ از حواس انبیاء بیگانہ است

اس جہان کے لوگ جب فتنہ و فساد کی کثرت کو دیکھ کر اس کی اصلاح سے عاجز آجاتے ہیں - تب اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ایسے قویٰ عطا کرتا ہے - جن کی توجہ سے سب کام درست ہو جاتے ہیں - یہاں تک کہ دعا کے ذریعہ سے عمریں بڑھ جاتی ہیں - انبیاء خلقت کی ہدایت کے واسطے بہت توجہ کرتے ہیں - اسی کی طرف قرآن شریف میں اشارہ ہے - لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کا اسقدر غم تھا - کہ قریب تھا - اسی میں آپ جان دیدیں - ظاہری قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا - اندرونی صفائی اور روحانیت کی ضرورت ہے ٭

حقیقی تہذیب فرمایا - تہذیب بھی ان کا اپنا بنایا ہوا ایک لفظ ہے - جس کے معنی ان کی اصطلاح میں سوائے اس کے نہیں - کہ انسان خدا کی مقرر کردہ رسموں کو توہین سے دیکھے - اور دنیا پرستی اور دہریہ پن کی طرف جھک جاوے - سچی تہذیب وہ ہے - جو قرآن شریف نے سکھائی - جس کے ذریعہ سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے - اور انسان اور حیوان میں فرق معلوم ہوتا ہے - اور جس کے ذریعہ سے سچے اور جھوٹے مذہب میں امتیاز پیدا ہوتا ہے - اور انسان کی سفلی زندگی سے سرد ہو کر عالم جاودانی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے - ان لوگوں کے نزدیک (آجکل کے گرفتاران فیشن - ایڈیٹر) تہذیب اس کا نام ہے کہ انسان دنیا کا کیڑا بن جاوے - خدا کو بھول جائے - اور ظاہری اسباب کی پرستش میں لگ جائے - مگر خدا کے نزدیک تہذیب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر پورا بھروسہ حاصل ہو جاوے - اور اس کی عظمت اور ہیبت دل میں بیٹھ جائے - اور دل کو سچی پاکیزگی حاصل ہو جائے - یورپ میں جب عیسائیت پھیلی تھی - تو اس وقت یورپ کس قدر تاریکی اور بت پرستی میں مبتلا تھا - پھر ان وحشی قوموں پر عیسائیت کا کیا اثر ہوا - صرف یہ کہ ایک بت پرستی کی جگہ دوسری بت پرستی قائم ہو گئی ٭

حیاتِ نور کا ایک ورق

نور الدین ہر جگہ سے سبق لیتا تھا پاکباز اور نیک نفس انسانوں کا خاصہ ہوتا ہے - کہ وہ حق و حکمت کی بات جہاں سے ملے لے لیتے ہیں - اور دنیا کی ہر چیز کو غور سے دیکھتے اور ہر بات کو توجہ سے سنتے ہیں - نور الدین کا دل و دماغ قدرت نے ایسا ہی رکھا تھا - اس کی زندگی میں ہزاروں واقعات اس قسم کے ملیں گے - کہ وہ معمولی باتوں سے ایک بیش قیمت سبق لے لیتا ہے -

ایک مرتبہ فرمایا - کہ مجھے وہ لذت اب تک نہیں بھولتی - جب کہ بہت مدت کی بات ہے - ایک دفعہ میں دہلی گیا - میں نے ایک دوست کے پاس جانا تھا - اس کا مکان تلاش کرتے ہوئے میں ایک محلہ میں گیا - وہاں ایک چھوٹا سا بچہ سات آٹھ سال کی عمر کا میں نے دیکھا - مجھے اُن کے ساتھ انس محسوس ہوا - قلب قلب کو پہچانتا ہے - میں نے اُس سے اس مکان کے متعلق پوچھا - اُس نے بتلایا - پھر میں نے اس سے دریافت کیا - کہ کچھ پڑھے ہوئے ہو - اُس نے کہا کہ ہاں - **قرآن پڑھے ہیں حدیث پڑھے ہیں** - میں نے کہا - اچھا کوئی حدیث سناؤ - اس نے نہایت سنجیدگی اور فصاحت سے کہا - قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

المسلم مرآۃ المسلم

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے سامنے تو اس کا عیب بتادے - پھر پیچھے دل صاف رکھے - اس بچہ کے منہ سے اس حدیث کو سن کر مجھے وجد آگیا - اس مختصر سے واقعہ پر غور کرو - کہ نور الدین کے مذاق اور خواہش کا پتہ دیتا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے آپ کو کسقدر محبت تھی - ہم میں سے کتنے ہیں - جو اس طرح پر چھوٹی چھوٹی باتوں سے ایک سبق لیتے ہوں - اور کتنے ہیں - جو اپنی اولاد کی تعلیم میں یہ اصل اور اسوہ مد نظر رکھتے ہوں ٭

علم حدیث کو نور الدین نے کس نظر سے پڑھا عام طور پر لوگ علوم کے پڑھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - تو چند خاص اغراض زیر نظر ہوتی ہیں - کہ ان علوم کے عالم کہلائیں - اور نام و شہرت حاصل کریں - نور الدین کی غرض مختلف علوم کے حاصل کرنے سے جو کچھ تھی - وہ ان کے کلام سے ظاہر ہوتی رہی ہے - اسوقت میں صرف علم حدیث کے متعلق ان کا مقصد اور مدعا ظاہر کرنا چاہتا ہوں - کہ وہ کس لئے علم حدیث کو پڑھنا ضروری سمجھتے تھے ٭

فرمایا - احادیث کے پڑھنے کے بہت فوائد ہیں - منجملہ ان کے ایک یہ ہے - کہ درود شریف پڑھنے کا بہت موقعہ ملتا ہے - اور یہ کہ انسان کو معلوم ہو جاتا ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب کسقدر پھیلا تھا - اور یہ کہ اس سے انسان کی عقل بڑی تیز ہو جاتی ہے - کیونکہ مختلف اقوال سنتا ہے کسی کو ترجیح دیتا ہے - کسی کو ضعیف ٹھہراتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا آدمی اللہ تعالیٰ کو رضامند کر ہی لیتا ہے - ابن عباس کی طرح ایک رکعت صلوٰۃ الخوف پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے - اور دو رکعت پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے" ٭

جو فوائد نور الدین نے علم حدیث کے پڑھنے کے بیان کئی ہیں - صاف ظاہر ہے - کہ یہی اغراض ان کے اپنے زیر نظر تھے - اور اس سے پایا جاتا ہے - کہ اس نے طوطے کی طرح ان احادیث کو نہیں پڑھا - اور رٹا - بلکہ ان پر تنقید کی اور خوب غور و فکر کے بعد احادیث کی صحت کے مدارج قائم کئے ٭

پھر یہ بھی ظاہر ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے آپ کسقدر خواہشمند اور شوقین تھے - اور خدا کی رضا کے حصول کے لئے کیسا جوش اور تڑپ ان کے قلب میں تھی - پھر نور الدین کے دل میں اسلام کی اشاعت اور توسیع کے لئے بھی خاص محبت اور جوش اس سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حدیث پڑھتا ہے - تاکہ معلوم کرے - کہ اسلام کو کہاں تک وسعت حاصل ہو چکی تھی - ان سب باتوں کے علاوہ معلوم ہوتا ہے - کہ اس کی فطرت میں خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کا بیحد جوش تھا - اور وہ اس راہ کو تلاش کرتا تھا جس سے خدا راضی ہو جاوے ٭

اسی ضمن میں شاید یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے ۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو حدیث کی تدریس کا بھی بہت ہی شوق تھا ۔ قرآن اور حدیث کے دائمی درس ان کے ہاں رہتے تھے ۔ اور علم حدیث کو تکمیل علم دین کے لئے لازمی یقین کرتے تھے ۔ ایک دفعہ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ؛

" یاد رکھو ۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر قرآن شریف ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد سے کرو اور پھر تمام امت میں مشترکہ رنگ کو دیکھ لو ۔ پھر احادیث صحیحہ کو پڑھو ۔ ایک بڑی گندی قوم گذری ہے ۔ جو احادیث کا انکار کرتی ہے ۔ ایک نے بڑا گندہ لفظ کہا ۔ اور بڑی جرأت سے کہا ۔ کہ (نعوذ باللہ) رواۃ احادیث شیاطین ہیں ۔ وہ نہیں مریگا ۔ جب تک خود شیطان نہ بن لے ۔ وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں ۔ جو اس علم حدیث سے محروم ہیں ۔ میں بچپن سے ۷۵ ۔ ۷۶ سال کی عمر تک پہنچا ہوں اور میرا تجربہ ہے ۔ کہ ۔

علم حدیث کے بغیر دین آتا ہی نہیں

آشیانہ کبیر جلادیا گیا

ذلیل دشمن کا پاجیانہ حملہ

لکھنؤ سے نہایت دلخراش خبر پہنچی ۔ کہ آشیانہ کبیر کو کسی کمینہ دشمن کی سازش نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا ؛

احمدی جماعت لکھنؤ کے مخلص اور سرگرم بھائی مرزا کبیرالدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کے نام اور کام سے واقف ہیں ۔ یہ شخص اشاعت احمدیت کیلئے ایک بے پایاں جوش رکھتا ہے چلتے پھرتے اسکو یہی دھن اور آرزو ہے ۔ کہ سلسلہ کی تبلیغ ہو ۔ اسکا گھر احمدی احباب اور احمدیت کے طالبوں کیلئے کھلا اور دسترخوان بچھا رہتا تھا لکھنؤ میں اور اطراف میں مرزا کبیرالدین نے احمدیت کا پیغام اپنی مقدور کے موافق پہنچانے میں کمی نہیں کی ۔ سلسلہ عالیہ کے متعلق ایک نہایت قیمتی کتب خانہ انہوں نے جمع کیا تھا ۔ اس کتبخانہ میں بہت سی قلمی اور نایاب کتابیں مطالعہ کا ریکی تھیں ۔ اور وہ نہایت گراں قیمت تھیں ۔ ان سے بڑھ کر جو قیمتی چیز اس کتب خانہ میں میں نے دیکھی تھی ۔ وہ بزرگان ملت اور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط و مراسلات کے فائل تھے ۔ کبیر کے کتب خانہ میں بہت سی قیمتی چیزیں تھیں ۔ میں اسوقت تفصیل نہیں کر سکتا ۔ ظالموں نے اسے آگ لگادی جس سے نہ صرف کتب خانہ اور انجمن احمدیہ لکھنؤ کا دفتر جل گیا ۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی ان کا تقریباً سارا اسباب کپڑے اور زیورات وغیرہ چوری ہوگیا ۔ گویا

کبیر کو فقیر کر دیا ۔

یہ سچ ہے ۔ اور بالکل درست ہے ۔ کہ کبیر پہلے بھی الفقر فخری کہنے والے آقا کا غلام تھا ۔ اور دل کا غنی اور بادشاہ تھا ۔ ظالم اور ذلیل دشمن نے سمجھا ہوگا ۔ کہ اس مادی نقصان سے کبیر کے دل کو فتح کر لوں گا ۔ تو یہ اس کی حماقت اور پاجی پن ہے ۔ کبیر نے **گھر پھونک تماشا دیکھنے والوں میں** اور خدا کے لئے ایسا کرنیوالوں کی فہرست میں بہت اوپر نام لکھا لیا ہوا ہے ۔ مادی اسباب کے نیچے وہ اس صدمہ اور حملہ کو کچھ نہیں سمجھتا ۔ اور خدا کے حضور صدق دل سے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ پڑھکر صلوٰۃ اور رحمت کے اجر کبیر کو پالیگا اور ہمیں یقین ہے ۔ کہ خدا اس کو ضائع نہیں کریگا ۔ اس حملہ سے اس دل کو اسباب کے جل جانے یا زیورات کے چوری جانے کا صدمہ نہیں ہو سکتا البتہ کتبخانہ کے قیمتی ذخیرہ کے تلف ہونے کا افسوس نہ صرف کبیر کو بلکہ تمام علم دوست احباب کو ہوگا ۔ خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی ۔ آگ جس شرمناک طریق پر لگائی گئی ہے اسکے متعلق لکھنؤ کی پولیس تحقیقات کر رہی ہے ۔ اور ہمیں امید کرنی چاہئیے ۔ کہ ظالم اور شریر اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے ۔ اور وہ دنیا کے حاکم سے بچ بھی جائیں ۔ تو مالک یوم الدین کا زبردست ہاتھ اپنا کرشمہ قدرت دکھائیگا اور آشیانہ کبیر کو آگ لگانیوالوں کو اسی دنیا میں جہنم کا مزا چکھا کر عبرتناک سزا دیگا ۔ احمدیت کے دشمنوں کے چہرہ پر یہ ذلیل داغ اور کلنک کا ٹیکا رہ جائیگا ۔ اور کبیر کے لئے یہ صدمہ بھی بڑے بڑے فضلوں کا موجب ہو جائے گا ؛

میں احمدی جماعت کی طرف سے اپنے پیارے کبیر کو اس صدمہ میں ثبات قدم اور عسر و یسر میں قدم آگے بڑھانے والی قوم کا رجل کبیر سمجھ کر خدا کے حضور تضرع و زاری سے گرنے کی صلاح دیتا ہوں ۔ اور یقین رکھتا ہوں ۔ کہ کبیر ان بشارتوں کو عملی رنگ میں جانتا ہے ۔ جو صابرین کے لئے مقدر ہیں ؛ کبیر کا صدمہ قومی صدمہ ہے ۔ اس لئے کہ کبیر کے آشیانہ کی آتشزدگی محض احمدیت کی تبلیغ کے جوش کا نتیجہ ہے ۔ احمدی جماعت اسکو اپنا صدمہ سمجھتی ہے ۔ اور اللہ تعالے جس طرح پر چاہیگا اسکی تلافی کریگا ۔ ہاں میں خود کبیر کے کتب خانہ کو پھر جمع کرنے کیلئے الحکم کے آجتک کے کل فائل اور اپنی تمام تصنیفات نذر کرتا ہوں ۔

(ایڈیٹر الحکم)

اطلاع

سخت افسوس اور ندامت کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ مئی کے آخر میں یکایک الحکم کی اشاعت میں بے ترتیبی واقع ہوگئی۔ پہلے تو مشین پریس (جہاں الحکم چھپتا ہے) کی وجہ سے ایک واقعہ ہوا۔ اور اسکا اثر نہ صرف الحکم پر ہوا۔ بلکہ نہایت پابند وقت اخبار الفضل پر بھی ہوا۔ پھر کاتب جو رخصت لے کر گھر گیا تھا۔ وقت پر نہ آیا۔ اور اگر آیا تو دو دن رہنے کے بعد یکایک غائب ہوگیا۔ اور پورے چار دن کے بعد پتہ ملا کہ فوری تار آجانیکی وجہ سے وہ چلا گیا اور معلوم بھی نہ ہوسکا۔ کہ وہ کیوں گیا ہے۔ اور اخبار کا مسودہ اور مسطر کے کاغذ بھی اندر دیکر مقفل کر گیا آخر بڑی مشکل سے اسکا کچھ حصہ حاصل کیا گیا۔ اور جوں توں کر کے اخبار کو پورا ادھورا شائع کرنے کی کوشش کیگئی۔

قادیان میں پریس کے متعلق اگر ذرا بھی کوئی مشکل پیش آجاوے تو اسکا سلجھانا آسان نہیں ہوتا۔ الحکم تو اس معاملہ میں سب سے بڑا تجربہ کار اور واقف ہے۔ اور اس قسم کی مشکلات کو صرف زر بھی سلجھانے میں آسانی سے کامیاب نہیں ہوسکتا۔ بہرحال ان حدود یوں میں سے گذر کر یہ اخبار شائع کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم کے ماتحت پوری کوشش کررہا ہوں۔ کہ اس قسم کی دقتیں پیدا نہ ہوں۔ مگر آخر*

* [illegible] (ایڈیٹر)

اعلان

عید الفطر کے مبارک موقع پر جب حسب معمول ہم قادیان دارالامان میں حاضر ہوئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بعض لوگوں نے ایسے خطوط لکھ کر بھیجے ہیں۔ جن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ بعض ممبران مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر ہمیں بہت رنج ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی ہمارے خیال میں ضرور رنج ہوا ہوگا۔ ہم اپنے بھائیوں پر بھی کوئی بدظنی نہیں کرتے۔ ہم نے ان کے لئے دعا بھی کی ہے۔ اور ان کی خدمت میں ہم یہی عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی ہمارے متعلق حسن ظن (اسکا حکم قرآن و حدیث میں بڑی تاکید سے ہے) کام لیا کریں۔ ہم اپنے دل پھاڑ کر کسی کو نہیں دکھا سکتے۔ لیکن بذریعہ اعلان ہذا ہم سب احباب کو یہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم نے جو بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کی کی۔ وہ کسی جبر اور اکراہ سے نہیں۔ بلکہ شرح صدر سے کی۔ اور ہم اس وقت تک اسی عہد بیعت پر قائم ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت کرتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں وحدۃ قہری کا ڈر نہیں۔ بلکہ وحدۃ ارادی ہے۔ اور اسی وحدت ارادی کے ماتحت ہی ہم سب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی ہے آئندہ کے لئے ہم اللہ تعالےٰ سے ہی یہ توفیق طلب کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں اس عہد پر قائم رکھے جیسا کہ حضرت نوح نے یہ دعا کی تھی۔ انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم کیونکہ سب توفیق اور طاقت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہی ہے۔

والسلام

خاکساران رحمت اللہ بقلم خود - مرزا یعقوب بیگ بقلم خود - ممبران مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان - ۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۹ء -

اعلان بالا کے حرف حرف سے میرا اتفاق ہے اور میں حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کو اپنا فخر سمجھتا ہوں۔

والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان